

ہی لگتا ہوا ہے کہ زندگی کا آغاز اور زندہ اشیاء کا تنوع اور ان کا تغاضل سب کا سب ایک حکیم کے امر اور حکیمانہ تدبیر سے ہے۔ میرا یہ ہوگا "ڈاڑن کے ہوگا" سے زیادہ بہتر طریقہ پر تمام شہوات کی توجیہ کرتا ہے، کسی سوال کو جواب نہیں چھوڑتا، اور سب کے بڑھ کر اس کے حق میں جہ ترجیح یہ ہے کہ اس طرف تو کوئی آدمی صداقت کے ساتھ ہو گا۔ زیادہ کچھ کہنے کے قابل نہیں ہے مگر اس طرف بکثرت صالح ترین انسان جو کبھی جھوٹ بولتے نہیں پائے گئے، پورے زور کے ساتھ یہ دعویٰ کر چکے ہیں کہ "ہے" اور ہم انکھوں کی بھی بات کہہ رہے ہیں کہ "ہے" پھر کیا وجہ ہے کہ سائنس کے طالب علم ادھر آنے کے بجائے ادھر جا رہے ہیں؟ کیا اس کی کوئی وجہ اس خدا بیناری (Theopholia) کے سوا ہے جو قرون متوسطہ سے سائنس کے طالب علموں کو میراث میں ملی ہے؟ اگر یہی بات ہے تو جذبات کا نام لوگوں نے علم کیوں رکھ چھوڑا ہے۔

علیٰ اور علیٰ حبیبیہ سے اس نظریہ میں جو کمزوریاں ہیں ان سے قطع نظر کر کے اگر دیکھا جائے کہ فلسفے اور اخلاق اور علوم تمدن و جمہوریت میں داخل ہو کر اس ظالم نخیل نے انسان کو برباد کرنے کے لیے کیسے شدید فتنے برپا کیے ہیں تو شاید کسی صاحب بصیرت آدمی کو یہ ماننے میں ذرہ برابر تامل نہ ہو گا کہ موجودہ دور میں جن نظریات نے انسان کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی کی ہے، یہ ڈاروینیتان سبکی برتاج ہے۔ اگر انسان کی فلاح چاہنے والوں کے ہاتھ میں اقتدار ہو تو وہ اس نظریے کی تعلیم دینے والوں کے ساتھ اس سے زیادہ سخت بڑاؤ کریں جو انارکی پھیلانے کے لیے ہم سازی اور ڈاکر زنی کی تعلیم و تبلیغ کرنے والوں سے کیا جاتا ہے۔

نواقض وضو

"اسلام نے جسم و لباس کی طہارت و نظافت کا جو لحاظ رکھا ہے اس کی قدر و قیمت سے محبت

انسانی انکار نہیں کر سکتی۔ لیکن اس سلسلہ میں بعض جزئیات بالکل ناقابل فہم معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً رزق

کے نکلنے سے وضو کا ٹوٹ جانا، حالانکہ جسم کے ایک حصہ سے محض ایک ہوا کے نکل جانے میں بظاہر

کوئی ایسی نجاست نہیں ہے جس سے وضو ساقط ہو جائے۔ آخر اس ہوا سے کیا چیز گندی ہو جاتی ہے؟ ایسی طرح پیشاب کرنے سے وضو کا سقوط، حالانکہ اگر امتیاط سے پیشاب کیا جائے اور پھر اچھی طرح دھویا جائے تو کہیں کوئی نجاست لگی نہیں رہ جاتی یہی حال دوسرے نواقض وضو کا ہے جس سے وضو ٹوٹنے اور تجدید وضو لازم آنے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ براہ کرم اہل لہجہ کو اس طرح دور کیجیے کہ مجھے عقلی اطمینان حاصل ہو جائے۔"

نواقض وضو کے مسئلے میں آپ کو جو شبہات پیش آئے ہیں انہیں اگر آپ حل کرنا چاہتے ہیں تو اس کی صحیح صورت یہ ہے کہ شریعت میں جن جن باتوں سے وضو کے ٹوٹنے اور تجدید وضو لازم آنے کا حکم لگایا گیا ہے پہلے ان سب کو اپنے ذہن سے نکال دیجیے، پھر خود اپنے طور پر سوچیے کہ عام انسانوں کے لیے جن میں عالم اور جاہل، عاقل اور کم عقل، طہارت پسند اور طہارت سے غفلت کرنے والے، سب ہی قسم کے لوگ مختلف درجات حالات کے موجود ہیں، آپ کو یک ایسا ضابطہ بنانا ہے جس میں حسب ذیل خصوصیات موجود ہوں۔

(۱) لوگوں کو بار بار صاف اور پاک ہوتے رہنے پر مجبور کیا جائے اور ان میں نظافت کی حس اس قدر بیدار کر دی جائے کہ وہ نجاستوں اور کثافتوں سے خود بچنے لگیں۔

(۲) خدا کے سامنے حاضر ہونے کی اہمیت اور اتنی لازمی حیثیت ذہن میں بٹھائی جائے تاکہ نیم شعوری طور پر آدمی خود بخود اپنے اندر یہ محسوس کرنے لگے کہ نماز کے قابل ہونے کی حالت دینا کی دوسری شغولیتوں کے قابل ہونے کی حالت سے لازماً مختلف ہے۔

(۳) لوگوں کو اپنے نفس اور اس کے حال کی طرف توجہ رکھنے کی عادت ڈالی جائے تاکہ وہ اپنے پاک یا ناپاک ہونے اور ایسے ہی دوسرے احوال سے جو ان پر وارد ہوتے رہتے ہیں، بے خبر نہ ہونے پائیں اور ایک طرح سے خود اپنے وجود کا جائزہ لیتے رہیں۔

(۴) ضابطہ کی تفصیلات کو ہر شخص کے اپنے فیصلہ اور رائے پر تہہ چھوڑا جائے بلکہ ایک طریق کار

معین ہونا کہ انفرادی طور پر لوگ طہارت میں افراط و تفریط نہ کریں۔

(۵) ضابطہ اس طرح بنایا جائے کہ اس میں معتدل کے ساتھ طہارت کا مقصد حاصل ہو۔ نہ اتنی بھرتی ہو کہ

زندگی تنگ ہو کر رہ جائے اور نہ اتنی نرمی کہ پاکیزگی ہی باقی نہ رہے۔

ان پانچ خصوصیات کو پیش نظر رکھ کر آپ خود ایک ضابطہ تجویز کریں اور خیال رکھیں کہ اس میں کوئی

بات اُس نوعیت کی نہ آنے پائے جس پر وہ اعتراضات ہو سکتے ہوں جو آپ نے تحریر فرمائے ہیں۔ اس قسم کا

ضابطہ بنانے کی کوشش میں اگر آپ صرف ایک ہفتہ صرف کریں گے تو آپ کی سمجھ میں خود بخود یہ بات آ جائیگی

کہ ان خصوصیات کو ملحوظ رکھ کر صفائی و طہارت کا کوئی ایسا ضابطہ نہیں بنایا جاسکتا جس پر اُس نوعیت کے

اعتراضات وارد نہ ہو سکتے ہوں جو آپ نے پیش کیے ہیں۔ آپ کو بہر حال کچھ چیزیں ایسی مقرر کرنی پڑیں گی

جن کے پیش آنے پر ایک طہارت کو ختم شدہ فرض کرنا اور دوسری طہارت کو ضروری قرار دینا ہوگا۔

آپ کو یہ بھی متعین کرنا ہوگا کہ ایک طہارت کی مدتِ قیام (Duration) کن حد تک رہے

گی اور کن حد تک ختم ہو جائے گی۔ اس غرض کے لیے جو حدیں بھی آپ تجویز کریں گے ان میں ناپاکی کا

اثر نمایاں اور محسوس نہ ہوگی بلکہ فرضی اور حکمی ہی ہوگی اور لامحالہ بعض حوادث ہی کو حد بندی کے لیے

نشان مقرر کرنا ہوگا۔ پھر آپ خود غور کیجیے کہ آپ کی تجویز کردہ حدیں ان اعتراضات سے کس طرح بچ سکتی

ہیں جو آپ نے تحریر فرمائے ہیں۔

جب آپ اس زاویہ نظر سے اس سلسلہ پر غور کریں گے تو آپ خود بخود اس نتیجہ پر پہنچ جائیں گے

کہ شارع نے جو ضابطہ تجویز کر دیا ہے وہی ان اغراض کے لیے بہترین اور غایت درجہ معتدل ہے۔ اس

کے ایک ایک جزئیہ کو الگ الگ نے گرفتِ معلول اور سبب و سبب کا ربط تلاش کرنا محقول طریقہ نہیں

ہے بلکہ صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ کیا بحیثیت مجموعی ان اغراض و مصالح کے لیے جو اد پر بیان ہوئی ہیں، اس

سے بہتر اور جامع تر کوئی ضابطہ تجویز کیا جاسکتا ہے؟ لوگوں کو احکام و ضوابط میں جو غلط فہمی پیش آتی ہے اس کی